

3 دہلی کے سلاطین



باب 2 میں ہم نے دیکھا کہ کاویری ڈیلٹا جیسے خطے بڑی بڑی سلطنتوں کے مرکز بن گئے۔ کیا آپ کو خیال آیا کہ اس میں کسی ایسی سلطنت کا ذکر نہیں آیا جس کا دار الحکومت دہلی ہو؟ یہ اس لیے ہے کہ دہلی بارہویں صدی میں ہی اہم شہر بنا۔

جدول 1 پر نگاہ ڈالیے۔ دہلی سب سے پہلے تو مراچپوتوں کے زمانے میں دار الحکومت بنی جنہیں بارہویں صدی کے درمیانی حصے میں اجمیر کے چوہانوں نے شکست دی (جو چاہمان کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں)۔ تو مروں اور چوہانوں کے تحت دہلی شہر ایک اہم بیوپاری مرکز بن گیا۔ یہاں کچھ چین رئیس رہتے تھے جنہوں نے کئی مندر بھی بنوائے تھے۔ یہاں کی ٹکسال میں بن سکے گا چلن، جنہیں دہلی والے کہا جاتا تھا، کافی وسیع پیمانے پر تھا۔

نقشہ 1
دہلی سلطنت کے منتخب شہر تیرہویں
چودھویں صدیاں۔

دہلی کا ایک ایسی راجدھانی میں بدل جانے کا سلسلہ جو پورے برصغیر کے وسیع علاقوں پر تسلط رکھتی تھی، تیرہویں صدی کے ابتدائی حصے میں دہلی سلطنت کے قیام سے شروع ہوا۔ جدول 1 کو پھر دیکھیے اور ان پانچ شاہی خاندانوں کو پہچانیے جنہوں نے مل کر دہلی سلطنت بنائی۔ دہلی کے سلطانوں نے اس علاقے میں کئی شہر آباد کیے جنہیں آج ہم دہلی کے نام سے ہی جانتے ہیں۔ نقشہ 1 کو دیکھیے اور اس میں دہلی کہنہ، سیری اور جہاں پناہ کو پہچانیے۔



دہلی کے سلاطین

جدول-1

راچپوت خاندان

بارہویں صدی کی ابتدا سے 1165

تومر

1130 - 1145

انگ پال

1165 - 1192

چوہان

1175 - 1192

پرتھوراج چوہان

1206 - 1290

شروع کے ترک سلاطین

1206 - 1210

قطب الدین ایبک

1210 - 1236

شمس الدین اتمش

1236 - 1240

رضیہ

1266 - 1287

غیاث الدین بلبن



اتمش کا مقبرہ

1290 - 1320

خلجی خاندان

1290 - 1296

جلال الدین خلجی

1296 - 1316

علاء الدین خلجی

1320 - 1414

تغلق خاندان

1320 - 1324

غیاث الدین تغلق

1324 - 1351

محمّد تغلق

1351 - 1388

فیروز شاہ تغلق



علائی دروازہ

1414 - 1451

سید خاندان

1414 - 1421

خضر خان

1451 - 1526

لودھی خاندان

1451 - 1489

بہلول لودی



فیروز شاہ تغلق کا مقبرہ

دہلی کے سلطانوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا

حالانکہ کتبے، سکے اور طرزِ تعمیر کافی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ قابلِ قدر ذریعہ وہ تاریخیں ہیں۔ (تاریخ، جمع تواریخ) جو فارسی میں لکھی گئی ہیں، جو دہلی کے سلطانوں کی انتظامی یا سرکاری زبان تھی۔



شکل-1

مسودہ یا قلمی نسخہ تیار کرنے کے

چار مراحل۔

(a) کاغذ تیار کرنا

(b) متن تحریر کرنا

(c) اہم لفظوں یا حصوں کو ابھارنے

کے لیے سونا پگھلانا

(d) جلد تیار کرنا

’تواریخ‘ کے مصنف قابلِ لوگ ہوتے تھے، شاہی دربار کے منشی انتظامیہ کے بڑے عہدے دار، شاعر اور درباری جو دونوں فرائض انجام دیتے تھے۔ واقعات کو لکھنے اور حکومت چلانے کے سلسلے میں بادشاہ کو مشورے دیتے اور عدل و انصاف کے ساتھ حکومت چلانے پر زور دیتے۔

عدل و انصاف کا دائرہ

تیرھویں صدی میں فخر مدّ بر نے لکھا تھا:

کوئی بادشاہ سپاہیوں کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا، اور سپاہی تنخواہ بغیر نہیں رہ سکتے۔ تنخواہیں کسانوں سے جمع کیے ہوئے لگان سے آتی ہیں۔ مگر کسان صرف اسی صورت میں لگان دے سکتے ہیں کہ جب وہ خوشحال اور خوش ہوں۔ یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب بادشاہ عدل و انصاف اور ایماندار حکومت قائم کرتا ہے۔



آپ کے خیال میں کیا بادشاہ اور اس کی رعایا کے آپسی رشتے کو بیان کرنے کے لیے عدل و انصاف کا دائرہ صحیح اصطلاح ہے؟

پیدائش

پیدائش کی بنیاد پر کچھ مخصوص رعایتوں کا دعویٰ۔ مثال کے طور پر لوگوں کا خیال تھا کہ امرا کے پاس حکومت کرنے یا اس کے انتظامات کرنے کا حق تھا کیونکہ وہ کسی خاص خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔

جنسی امتیاز

عورتوں اور مردوں میں سماجی اور حیاتیاتی (جسمانی) فرق ہے۔ عام طور پر اس فرق کو اس دلیل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کہ مرد عورتوں سے برتر ہیں۔

نیچے دی ہوئی اضافی تفصیلات کو ذہن میں رکھیے: (1) تواریخ لکھنے والے شہروں (خصوصاً دہلی) میں رہتے تھے، مشکل سے ہی کوئی گاؤں میں رہتا تھا۔ (2) وہ زیادہ تر اپنے سلطانوں کے لیے اچھے انعامات کی امید میں تاریخ لکھتے تھے۔ (3) یہ مصنف حکمرانوں کو ایک ایسے نمونے کے سماجی نظام کو قائم یا محفوظ رکھنے کا مشورہ دیا کرتے تھے جو پیدائشی حق اور جنسی امتیاز کی بنیاد پر قائم ہو۔ ان کے خیالات میں ہر شخص شریک نہیں تھا۔

1236 میں سلطان اتمش کی بیٹی رضیہ سلطان بنی۔ اس دور کے مورخ منہاج سراج نے اعتراف کیا کہ وہ اپنے سب بھائیوں سے قابل اور حکومت کے لیے باصلاحیت تھی، مگر وہ ایک عورت کو اپنا حکمران دیکھتے ہوئے مطمئن نہیں تھا اور نہ اس کے امرا اس کے آزادانہ حکومت کرنے کے انداز سے خوش تھے۔ چنانچہ اس کو 1240 میں تخت سے ہٹا دیا گیا۔

منہاج سراج کا رضیہ کے بارے میں کیا خیال تھا۔

منہاج سراج کا خیال تھا کہ رضیہ کی حکومت اس مثالی سماجی نظام کے خلاف ہے جو خدا نے بنایا ہے جس میں عورتوں کو مردوں کے ماتحت فرض کیا جاتا ہے۔ اس لیے وہ سوال کرتا ہے اللہ کی مخلوق کے اعمال نامہ میں چونکہ اس کے حساب کتاب یا معاملات مردوں کے خانے میں نہیں لکھے جائیں گے اس لیے اس کی تمام اچھی خصوصیات سے اسے کیا حاصل ہوگا؟

اپنے کتبوں اور سکوں میں رضیہ نے لکھا کہ وہ سلطان اتمش کی بیٹی ہے۔ یہ چیز موجودہ آئندہ اپر دیش کے ایک علاقے وارنگل میں حکومت کرنے والے کاتیا خاندان کی رانی ردرا دیوی (Rudramadevi) (1262-1289) سے متضاد تھا جس نے اپنے کتبوں میں اپنا نام بدل کر لکھا ہے اور خود کو مرد ظاہر کیا ہے۔ ایک اور ملکہ ددا (Didda) تھی جس نے کشمیر میں (980-1003) حکومت کی۔ اس کا یہ لقب دلچسپ ہے۔ یہ لفظ ”دید“ یا بڑی بہن سے لیا گیا ہے، جو یقیناً کسی جگہ کی رعایا کی اپنے حکمران سے محبت کے اظہار کی اصطلاح ہے۔

منہاج کے خیالات کو اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔ آپ کا کیا خیال ہے، کیا رضیہ بھی اس قسم کے خیالات میں شریک تھی؟ آپ کے خیال میں کسی عورت کا حکمران ہونا کیوں اتنا مشکل تھا؟

چھاؤنی شہر سے سلطنت تک: دہلی سلطنت کی توسیع



نقشہ-2
شمس الدین لٹمنش کے مقبوضہ کچھ
بڑے شہر۔

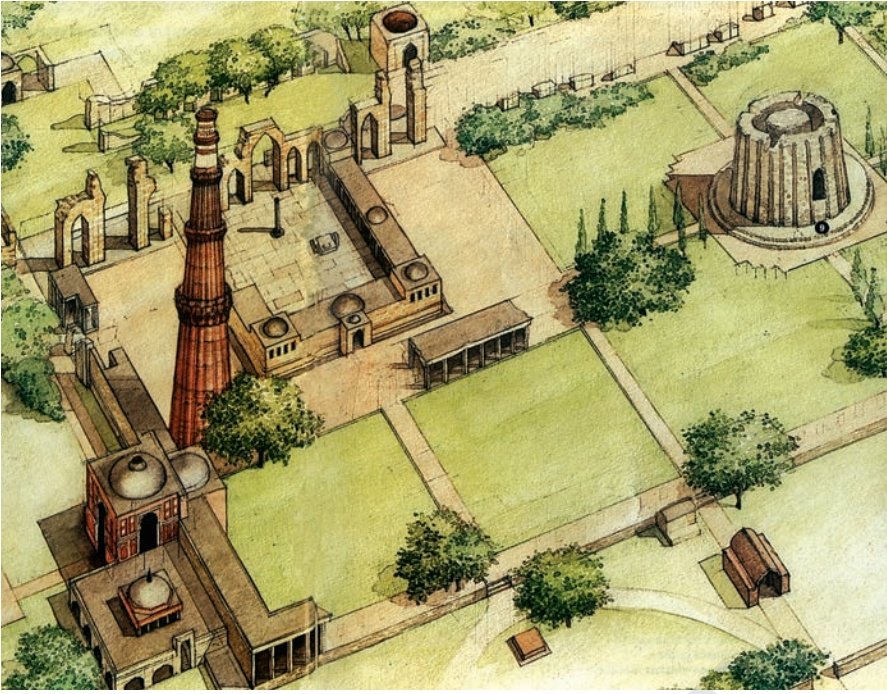
تیرہویں صدی کے ابتدائی حصے میں دہلی کے سلطانوں کا تسلط بہت مضبوط قلعہ بند چھاؤنی کے شہروں کی حدود سے مشکل سے ہی آگے بڑھتا تھا جن میں ان کی فوجیں رہتی تھیں۔ سلطان عام طور پر ان شہروں کی سرحد سے باہر مضافاتی علاقے پر مشکل سے ہی کبھی تسلط قائم کر پاتے تھے، اس لیے اپنی رسد یا ضرورت کے سامان کے لیے یہ تجارت، خراج یا لوٹ اور غارت گری پر انحصار کرتے تھے۔

دہلی سے طویل فاصلوں پر بنگال یا سندھ کے کسی چھاؤنی شہر پر قابو رکھنا بھی بہت مشکل کام تھا۔ بغاوت، جنگ، یہاں تک کہ خراب موسم بھی اطلاعات کی آمد و رفت کے بڑے کمزور سے سلسلے کو بالکل ختم کر سکتا تھا۔ دہلی کے اقتدار کو افغانستان کی طرف سے منگول حملوں کی چنوتی برابر رہتی تھی اور ادھر سلطان کی کمزوری کے معمولی سے اشارے پر اس کے گورنر بغاوت کر دیتے تھے۔ سلطنت ان چنوتیوں کو مشکل سے ہی جھیل پاتی تھی اس کی توسیع غیاث الدین بلبن، علاء الدین خلجی اور محمد تغلق کے زمانے میں ہوئی۔

سلطنت کی شروع کی مہموں، جو اندرونی سرحدوں پر تھیں، کا تعلق ان چھاؤنی شہروں کے ارد گرد زمینوں پر مکمل اور پختہ اختیار قائم کرنے سے تھا۔ ان مہموں کے دوران گنگا جمن کے دو آبے میں جنگل صاف کیے گئے اور شکاری، جنگلوں کی پیداوار جمع کرنے والوں اور گلابانوں کو ان

مضافاتی زمین (Hinterland)
کسی شہر یا بندرگاہ سے ملی ہوئی زمین جو
اسے سامان اور خدمات فراہم کرتی ہے۔

چھاؤنی شہر
قلعہ بند آبادی جس میں سپاہی رہتے ہیں۔



شکل-2 مسجد قوت الاسلام اور مینارہ۔
بارہویں صدی کے آخری دہے میں تعمیر
ہوئے۔ یہ بڑے مجمعے والی مسجد (جامع
مسجد) تھی جسے دہلی کے سلطانوں نے
سب سے پہلے بنوایا تھا اس علاقہ کو قلع
(تاریخ) میں دہلی کہہنا (پرانا شہر) بیان
کیا گیا ہے اس مسجد کی توسیع التمش اور
علاء الدین خلجی نے کی۔ مینارہ دو
سلطانوں قطب الدین ایبک اور التمش
نے بنوایا۔



مسجد

مسجد عربی کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی اس جگہ کے ہیں جہاں مسلمان اللہ کے احترام میں سجدہ کرتے
ہیں مجمعے والی مسجد (مسجد جامع یا جامع مسجد) میں مسلمان مل کر اپنی عبادت (نماز) کرتے ہیں۔ مجمع
میں لوگ اپنے میں سے سب سے زیادہ عالم اور محترم مرد کو اپنے رہنما (امام) کے طور پر چن لیتے ہیں
جو نماز کے رکنوں کو ادا کرتا ہے۔ یہی جمعہ کی نماز میں وعظ (خطبہ) بھی دیتا ہے۔ نماز کے دوران مسلمان
اپنا چہرہ مکہ (کعبہ) کی طرف رکھتے ہیں جو ہندوستان سے مغرب کی طرف ہے۔ اسے قبلہ کہتے ہیں۔
دہلی کی سلطانوں نے پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے شہروں میں بہت سی مسجدیں بنوائیں۔ یہ

شکل-3

بیگم پوری مسجد، جو محمد تغلق کے عہد
سلطنت میں بنائی گئی۔ یہ جہاں پناہ (دنیا
کی حفاظت کرنے والی) کی خاص اور
سب سے بڑی مسجد تھی۔ یہ اس کا نیا
دارالحکومت تھا۔ دیکھیے نقشہ-1



ان کے اس دعوے کا اظہار کرتی تھیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے محافظ ہیں۔ مسجدوں نے اللہ کے ماننے والوں کے درمیان ایک واحد معاشرے کا احساس پیدا کرنے میں مدد کی جو عقیدوں اور اخلاقی



شکل-4

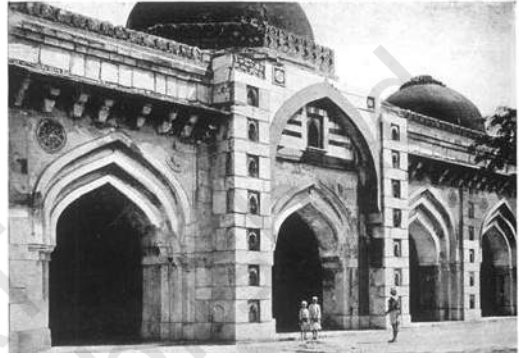
موٹھ کی مسجد، سکندر لودھی کے زمانے میں اس کے وزیر کی بنوائی ہوئی مسجد۔



شکل-5

جمالی کمالی کی مسجد 1520 کے دہے کے آخری حصے میں تعمیر ہوئی۔

طور طریقوں کا ایک سا نظام رکھتے تھے۔ ایک معاشرے یا ایک سماجی اکائی کے تصور کو تقویت دینا اس لیے ضروری تھا کیونکہ مسلمان کئی الگ الگ پس منظروں کے ساتھ یہاں آئے تھے۔



شکل 2، 3، 4 اور 5 کا موازنہ کیجیے مسجدوں میں آپ کن کن چیزوں میں یکسانیت یا فرق پاتے ہیں؟ شکل 3، 4 اور 5 میں دی گئی مسجدوں میں طرز تعمیر کی روایت میں ایک ارتقا نظر آتا ہے جو دہلی میں شاہ جہاں کی بنوائی ہوئی مسجد میں عروج پر نظر آتا ہے (باب 5 شکل 7 دیکھیے)

ایک عمیق نظر: خلجی اور تغلق دور میں حکومت کا نظم و نسق اور استحکام

دہلی سلطنت جیسی وسیع حکومت میں استحکام پیدا کرنے کے لیے قابل اعتماد گورنروں اور حکومت کا نظم و نسق چلانے والے عہدے داروں کی ضرورت تھی۔ اعلیٰ درجے کے لوگوں اور زمین کے مالک بڑے بڑے سرداروں کو گورنر بنانے کے مقابلے میں ابتدائی دور کے سلطانوں خصوصاً التتمش نے ان مخصوص غلاموں کو ترجیح دی جو فوجی خدمات کے لیے خریدے جاتے تھے اور فارسی میں بندگان کہلاتے تھے۔ حکومت کا سب سے اہم سیاسی کام انجام دینے کے لیے ان کی تربیت بڑی احتیاط سے کی جاتی تھی۔ چونکہ یہ پوری طرح صرف اپنے مالک پر انحصار کرتے تھے اس لیے سلطان ان پر پوری طرح بھروسہ کر سکتا تھا۔

بیٹوں کے بدلے غلام

سلطانوں کو مشورہ دیا گیا تھا:

کوئی غلام، جس کی کسی نے پرورش اور تربیت کی ہو، اس کی دیکھ بھال کرنا ضروری ہے، کیونکہ ایک لائق اور تجربہ کار غلام تلاش کر لینا پوری زندگی کی کوشش اور خوش نصیبی کا تقاضہ کرتا ہے۔ عقلمندوں کا قول ہے کہ ایک لائق اور تجربہ کار غلام ایک بیٹے سے بہتر ہے۔۔۔۔۔

کیا آپ کوئی ایسی وجہ سوچ سکتے ہیں کہ غلام بیٹے سے کیوں بہتر ہوگا؟

تعلق اور خلعی سلطانوں نے بندگان کے استعمال کے سلسلے کو جاری رکھا اور معمولی گھرانوں میں پیدا ہونے والوں یا عام نسل کے لوگوں کی بھی حوصلہ افزائی کی، جو عام طور پر ان کے مصاحب یا طفیلی ہوتے تھے۔ انھیں فوج کا جرنیل اور گورنر بھی مقرر کیا گیا، بہر حال اس نے ایک سیاسی عدم استحکام کی صورت پیدا کر دی تھی۔

غلام اور مصاحب اپنے آقاؤں اور سرپرستوں کے تو وفادار ہوتے تھے مگر ان کے جانشینوں کے وفادار نہیں ہوتے تھے۔ نئے سلطان کے اپنے الگ خدمت گار ہوتے تھے۔ اس کے نتیجے میں جب کوئی نیا سلطان تخت پر بیٹھتا تھا تو اکثر امرا کے درمیان ایک نیا اختلاف یا تناؤ پیدا ہو جاتا تھا۔ دہلی کے سلطانوں کی طرف سے ان کمتر قسم کے لوگوں کی سرپرستی سے اعلیٰ طبقے کے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوتی تھی۔ فارسی تواریخ لکھنے والوں نے دہلی کے سلطانوں کی کمتر اور پٹلی حیثیت کے لوگوں کو اعلیٰ عہدوں پر مقرر کرنے کے سلسلے میں تنقید بھی کی ہے۔

سلطان محمد تغلق کے عہدے دار

سلطان محمد تغلق نے عزیز خمار، ایک شراب کشید کرنے والے، فیروز جام، نائی، منکا طبخ، باورچی اور دو مالیوں، لاڈھا اور پیرا کو اعلیٰ انتظامی عہدوں پر مقرر کر دیا۔ ضیاء الدین برنی، (چودھویں صدی کے درمیانی حصے کے ایک مورخ) نے ان تقرریوں کو سلطان کی سیاسی سوجھ بوجھ کو دینے کی علامت اور اس کو حکمرانی کے لیے نااہل ہونے کے طور پر بیان کیا ہے۔

آپ کس خیال میں برنی نے سلطان پر کیوں تنقید کی ہے؟

مصاحب Client

وہ شخص جو کسی دوسرے کے تحفظ میں ہو جو دوسرے پر انحصار رکھتا ہو یا طفیلی ہو۔

پہلے سلطان کی طرح مطلق العنان بادشاہ خلجی اور تغلق نے بھی اپنے فوجی سپہ سالاروں کو چھوٹے بڑے ساز کے ملوکہ علاقوں کا گورنر مقرر کیا۔ یہ علاقے 'اقطاع' کہلاتے تھے اور وہ اقطاع جن کے سپرد کیے جاتے تھے ان کو اقطاع دار یا مقطیع، کہا جاتا تھا۔ مقطیعوں کے فرائض میں فوجی مہموں کی سرداری کرنا اور اپنے اقطاع میں اصول و قوانین کو بنائے رکھنا شامل تھا۔ فوجی خدمات کے بدلے میں مقطیع مقررہ علاقوں سے محصول وصول کرتے تھے جو ان کی تنخواہ تھی۔ انھیں محصولوں میں سے یہ اپنے سپاہیوں کو بھی تنخواہ دیتے تھے۔ مقطیعوں پر قابو رکھنا ایسی صورت میں سب سے زیادہ موثر ہوتا تھا کہ ان کا یہ عہدہ موروثی نہ ہو اور کسی دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے یہ اقطاع انھیں تھوڑے عرصے کے لیے دیا جائے۔ نوکری کی یہ سخت پابندیاں علاء الدین خلجی اور محمد تغلق کے دور میں تو پوری سختی سے عائد کی جاتی رہیں۔ حکومت مقطیعوں کے جمع کیے ہوئے محصولوں کے حساب کی جانچ پڑتال کرنے کے لیے محاسب (اکاؤنٹنٹ) مقرر کرتی تھی۔ اس بات کی نگرانی کی جاتی تھی کہ مقطیع صرف وہی ٹیکس وصول کرے جو حکومت کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں اور سپاہیوں کی مقررہ تعداد بھی مستقل طور پر رکھنی ہوتی تھی۔

جیسے جیسے دہلی کے سلطانوں نے شہر کی مضافاتی زمینوں پر اپنی گرفت بڑھانی شروع کی انھوں نے زمین مالک سرداروں، سامنتوں اور امیر زمین داروں پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ اب وہ بھی ان کا اقتدار قبول کریں۔ علاء الدین خلجی کے عہد حکومت میں خود حکومت نے زمینوں کے تخمینے کا حساب کتاب اور لگان کی وصولی کا کام اپنے اختیار میں لے لیا۔ مقامی سرداروں کے ٹیکس لگانے کے حقوق ختم کر دیے گئے بلکہ انھیں خود ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کیا گیا۔ سلطان کے سرکاری منتظم زمین کی پیمائش کرتے اور بڑی احتیاط سے اس کا حساب رکھتے تھے۔ کچھ پچھلے سردار اور زمین دار سلطنت کے کارندے کی حیثیت سے ٹیکس وصول کرنے والے اور اس کا تخمینہ کرنے والے بن گئے۔ اس زمانے میں تین طرح کے ٹیکس ہوتے تھے۔ (1) زراعت پر جسے خراج کہتے تھے اور جو کسان کی پیداوار کا لگ بھگ 50 فی صد ہوتا تھا (2) مویشیوں پر اور (3) گھروں پر۔

یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ برصغیر کے بڑے حصے دہلی سلطنت کے تسلط سے باہر رہے۔ دور دراز صوبوں، جیسے بنگال پر دہلی سے قابو رکھنا مشکل تھا اور جنوبی ہندوستان کو دہلی

سلطنت میں شامل کر لینے کے بعد جلدی ہی سارا علاقہ آزاد ہو گیا۔ خود گنگا کے میدانی علاقوں میں ایسے جنگلی علاقے موجود تھے جہاں سلطنت کی فوجیں نہ گھس سکیں۔ ان خطوں میں وہاں کے مقامی سرداروں نے اپنی حکمرانی قائم کر لی۔ کبھی کبھی علاء الدین خلجی یا محمد تغلق جیسے سلطان ان علاقوں کو اپنی طاقت سے دبا لیتے تھے لیکن صرف تھوڑے عرصے کے لیے۔

سردار اور ان کی قلع بندیاں

افریقہ میں مراکش کے چودھویں صدی کے سیاح ابن بطوطہ نے بعض موقعوں پر ان سرداروں کے حالات کو بیان کیا ہے۔

یہ سردار پہاڑوں، اونچی نیچی چٹانوں، اوڑھ کھا بڑ زمینوں، یہاں تک کہ بانس کے گھنے جنگلوں میں اپنی قلعہ بندی کرتے تھے۔ ہندوستان میں بانس کھوکھلا نہیں ہوتا، بہت بڑا ہوتا ہے، اس کے کچھ حصے اس طرح ایک دوسرے میں بنے یا گھسے ہوتے ہیں کہ آگ تک ان پر اثر نہیں کرتی اور کل ملا کر یہ بہت مضبوط ہوتے ہیں۔ سرداران جنگلوں میں رہتے ہیں جو انہیں مورچے کی فصیلوں کا کام دیتے ہیں۔ ان کے اندر ان کے مویشی اور فصلیں ہوتی ہیں۔ اسی میں ان کا پانی ہوتا ہے، یعنی برسات کا پانی جو وہاں جمع ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ طاقتور فوجوں کے علاوہ قابو میں نہیں کیے جاسکتے۔ یہ فوجیں ان جنگلوں میں گھس کر ان بانسوں کو ایسے ہتھیاروں سے کاٹتی ہیں جنہیں خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے۔

وہ طریقے بیان کیجیے جن کے ذریعہ یہ سردار اپنی حفاظت کا انتظام کرتے تھے۔

چنگیز خان کی سرداری میں منگولوں نے 1219 میں شمال مشرق ایران کے ٹرانسوکسیانہ پر حملہ کیا اور جلدی ہی اسے دہلی سلطنت کو بھی جھیلنا پڑا۔ دہلی پر منگولوں کی حملے علاء الدین خلجی کے زمانے میں اور محمد تغلق کی حکومت کے ابتدائی سالوں میں بڑھے۔ ان کے دباؤ میں ان حکمرانوں کو دہلی میں ایک بڑی فوج رکھنی پڑی جس کی وجہ سے ایک بڑی چنوتی پیدا ہو گئی۔ ذرا دیکھیں کہ ان دو سلطانوں نے اس مسئلے کو کس طرح حل کیا۔

محمد تغلق	علاء الدین خلجی
محمد تغلق کی حکومت کے شروع کے برسوں میں سلطنت پر حملے ہوئے۔ منگول فوج کو شکست دی گئی۔ محمد تغلق کو اپنی فوج کی طاقت اور ذرائع پر بھروسہ تھا اس لیے اس نے ٹرانسوکسیانہ (ماوراءالنہر) پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ اس لیے اس کے لیے ایک بڑی اور مستقل فوج تیار کی۔	دہلی پر دوبارہ حملہ ہوا۔ 1300-1299 میں اور 1302-1303 میں۔ حفاظتی تدبیر کے طور پر علاء الدین خلجی نے ایک بڑی فوج تیار کر کے اسے مستقل طور پر رکھ لیا۔
ایک نئے قلعہ بند شہر کی تعمیر کے بجائے چار شہروں میں سے سب سے پرانے شہر (دہلی کہنہ) کو اس میں رہنے والوں سے خالی کرا کر سپاہیوں کو وہیں قلعہ بند کیا گیا۔ پرانے شہر کے رہنے والوں کو جنوب میں دولت آباد بھیج دیا گیا۔	علاء الدین خلجی نے ایک نیا قلعہ بند شہر اپنے فوجیوں کے لیے سیری نام کا تعمیر کیا۔ دیکھیے نقشہ-1
اسی علاقے کی پیداوار سے فوج کو کھلانے کے لیے ٹیکس وصول کیا گیا، مگر اپنی بڑی فوج کو مستقل برقرار رکھنے کے لیے سلطان نے مزید ٹیکس لگائے۔ اسی وقت اس علاقے میں قحط بھی پڑا۔	سپاہیوں کو کھانا بھی دینا تھا اس کے لیے گنا اور جمنہ کے درمیان زمینوں کی پیداوار سے ٹیکس وصول کیا گیا۔ ٹیکس کسانوں کی کل پیداوار کا 50 فی صد مقرر کیا گیا۔
محمد تغلق بھی اپنے سپاہیوں کو نقد تنخواہ ادا کرتا تھا مگر اس نے اپنے سپاہیوں کو ادائیگی کے لیے قیمتیں مقرر کرنے کے بجائے علامتی سکے (ٹوکن کرنسی) چلائے تقریباً ایسے جیسا آج کی کاغذی کرنسی (نوٹ) ہے، مگر یہ کم قیمت دھاتوں کے تھے، سونے چاندی کے نہیں تھے۔ چودھویں صدی کے لوگوں نے ان سکوں پر اعتبار نہیں کیا۔ یہ لوگ بڑے چالاک تھے، انھوں نے سونے چاندی کے سکے تو محفوظ کر لیے اور اپنے تمام محصول سرکار کو ان علامتی سکوں میں ادا کرنے لگے۔ یہ سستی دھات کے سکے آسانی سے نقلی بھی ڈھالے جاسکتے تھے۔	سپاہیوں کو تنخواہیں بھی دی جاتی تھیں۔ علاء الدین نے اپنی فوج کو، اقطاع، کے بجائے نقد رقم سے ادائیگی پسند کی۔ سپاہی اپنی ضرورت کا سامان دہلی کے بیوپاریوں سے خریدتے تھے اور اس طرح یہ خطرہ پیدا ہوا کہ بیوپاری قیمتیں بڑھا دیں گے۔ اسے روکنے کے لیے علاء الدین نے دہلی میں قیمتوں پر قابو پالیا۔ قیمتوں کا معائنہ بہت احتیاط سے سرکاری افسر کرتے تھے اور ان بیوپاریوں کو جو مقرر قیمتوں پر سامان نہیں بیچتے تھے سزا دی جاتی تھی۔
محمد تغلق کے انتظامی طریقے ناکام رہے۔ کشمیر کی اس کی مہم تباہ کن تھی۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسوکسیا پر حملے کا منصوبہ ترک کر دیا اور بڑی فوج کو ختم کر دیا۔ اسی دوران اس کے انتظامی طریقوں نے پیچیدگیاں پیدا کر دیں۔ لوگوں کو دولت آباد بھیجنے کی مخالفت ہوئی۔ گڑگا جمنی پٹی میں ٹیکس لگانے اور قحط پڑنے کے نتیجے میں دور دور تک بغاوتیں ہوئیں اور آخر میں اسے وہ علامتی سکے بھی واپس لینے پڑے۔	علاء الدین کے انتظامی طریقے پوری طرح کامیاب رہے اور مورخوں نے اس کے دور میں کم قیمتوں اور سامان کی بازار میں ہر وقت فراہمی کی تعریف کی ہے اس نے منگول حملوں کو بھی کامیابی سے جھیلایا۔

محمد تغلق کی ناکامیوں کو دیکھتے وقت ہم کبھی کبھی یہ بات بھول جاتے ہیں کہ دہلی سلطنت کی تاریخ میں پہلی بار کسی سلطان نے منگول علاقے پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ علاء الدین خلجی کے حفاظتی اقدامات کے برخلاف محمد تغلق کے اقدامات میں منگولوں کے خلاف پیش قدمی کی بات سوچی گئی تھی۔

پندرھویں اور سوھویں صدیوں میں سلطنت

جدول 1 کو دوبارہ دیکھیے۔ آپ دیکھیں گے کہ تغلق خاندان کے بعد سید اور لودھی خاندانوں نے دہلی اور آگرہ سے 1526ء تک حکومت کی۔ اس وقت تک جو پور، بنگال، مالوہ، گجرات، راجستھان اور پورے جنوبی ہندوستان میں آزاد حکمران حکومت کر رہے تھے اور انھوں نے پھلتی پھولتی ریاستیں اور ان کی خوش حال راجدھانیاں قائم کر لی تھیں۔ یہی وہ دور تھا جس میں نئے حکمران گروپ راجپوت اور افغان ابھرتے نظر آتے ہیں۔

اس دور میں قائم ہونے والی ریاستوں میں کچھ چھوٹی تو تھیں مگر بے حد اچھے انتظام اور بندوبست والی بھی تھیں۔ شیر شاہ سوری (1540-1545ء) نے اپنے عملی دور کی ابتدا بہار میں اپنے چچا کی ایک چھوٹی سی عملداری کے منتظم کی حیثیت سے کی تھی مگر حقیقت میں مغل شہنشاہ ہمایوں (1556-1555ء، 1540-1530ء) کو نہ صرف چنوتی دی بلکہ شکست دی۔ شیر شاہ نے دہلی پر قبضہ کیا اور اپنے خاندان کی حکومت قائم کی۔ حالانکہ سوری خاندان نے صرف پندرہ سال 1540-1555ء حکومت کی۔ لیکن اس نے ایک ایسی انتظامیہ کی بنیاد رکھی جس نے علاء الدین کے انتظامی طریقوں سے کچھ عنصر لے کر انھیں اور زیادہ کارگر کیا۔ شیر شاہ کا انتظامیہ اس وقت اکبر (1556-1605ء) کے لیے ایک نمونہ بن گیا جب اس نے مغلیہ سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کرنا شروع کیا۔

تین مدارج ”خدائی امن“ نائٹ اور صلیبی جنگیں (کروسیڈس)

تین مدارج (تھری آرڈرس) کا تصور فرانس میں گیارہویں صدی کے شروع میں وجود میں آیا تھا۔ اس کے تحت معاشرے کو تین درجوں میں بانٹا جاسکتا تھا۔ وہ جو عبادت کرتے تھے وہ جوڑتے تھے اور وہ جو زمین جوتے تھے۔ معاشرے کی ان تین درجائی تقسیم کی کلیسا نے بھی حمایت کی تا کہ وہ معاشرے پر اپنے بالادست کردار کو مستحکم کر سکے۔ اس سے معاشرے میں ایک نئے جنگجو گروپ کو ابھرنے میں مدد ملی جو نائٹس کہلاتا تھا۔ کلیسا نے اس گروپ کی سرپرستی کی اور اسے اپنے خدائی امن کی تبلیغ میں استعمال کیا، کوشش یہ تھی کہ جنگجوؤں کو آپسی جھگڑوں اور قضیوں سے الگ رکھا جائے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف اس مہم پر بھیج دیا جاتا جو ان کے پریشانیوں پر قبضہ کر لینے کے خلاف جاری تھی۔ اس سے لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو (صلیبی جنگیں) کروسیڈس کہلاتا ہے۔ خدا اور کلیسا کی خدمت کے لیے ان مہموں نے نائٹس کے درجے یا حیثیت کو بالکل بدل دیا۔ شروع میں یہ نائٹس امرا یا اشرافیہ کے خاندانوں سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ مگر گیارہویں صدی کے آخر تک فرانس میں اور ایک صدی بعد جرمنی میں ان جنگجوؤں کی نسلی معمولی حیثیت کو فراموش کر دیا گیا۔ بارہویں صدی تک امر ابھی خود کو نائٹس کہلوانے کے خواہش مند ہونے لگے۔

ذرا تصویر کیجیے

آپ علاء الدین خلجی یا محمد تغلق کی حکومت میں ایک کسان ہیں اور آپ سلطان کے لگائے ہوئے ٹیکس ادا نہیں کر سکتے تو آپ کیا کریں گے؟



آئیے ذرا یاد کیجیے

- 1- کس حکمران (مرد یا عورت) نے دہلی میں اپنی دار الحکومت قائم کی تھی؟
- 2- دہلی کے سلطانوں کے زمانے میں سرکاری انتظامیہ کی کون سی زبان تھی؟
- 3- کس کے عہد حکومت میں سلطنت کی سرحدیں سب سے زیادہ وسیع تھیں؟
- 4- کس ملک سے ابن بطوطہ سیاحت کے لیے ہندوستان آیا تھا؟

آئیے سمجھتے ہیں

- 5- عدل و انصاف کے دائرے کے مطابق فوجی سپہ سالاروں کے لیے یہ کیوں ضروری تھا کہ وہ کسان طبقے کے مفادات کو ذہن میں رکھیں؟
- 6- سلطنت کی اندرونی اور بیرونی سرحدوں سے کیا مراد ہے؟
- 7- کیا طریقے اپنائے جاتے تھے جس سے یہ بات یقینی ہو جائے کہ مقتطیع اپنے فرض انجام دے رہے ہیں؟ آپ کے خیال میں، وہ سلطان کے احکام کی کیوں خلاف ورزی کرنا چاہتے ہوں گے؟
- 8- دہلی سلطنت پر منگول حملوں کا کیا اثر پڑا؟

آئیے مباحثہ کریں

- 9- آپ کے خیال میں کیا تواریخ لکھنے والے عام مردوں اور عورتوں کی زندگی کے بارے میں معلومات فراہم کریں گے؟
- 10- رضیہ سلطانہ دہلی سلطنت کی تاریخ میں انوکھی شخصیت تھی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا آج عورت رہنماؤں کو آسانی سے قبول کر لیا جاتا ہے؟
- 11- دہلی کے سلاطین جنگلوں کو کاٹنے میں کیوں دلچسپی رکھتے تھے؟ کیا آج بھی جنگلوں کی تباہی ان ہی اسباب سے ہوتی ہے؟

آئیے کچھ کریں

- 12- معلوم کیجیے کہ کیا آپ کے علاقے میں کچھ عمارتیں دہلی کے سلطانوں کی بنوائی ہوئی ہیں۔ کیا کچھ اور عمارتیں بھی ہیں جو بارہویں اور پندرہویں صدیوں کے درمیان بنی ہوں؟ کچھ عمارتوں کو بیان کیجیے اور ان کے خاکے (اسکیچ) تیار کیجیے۔

کلیدی الفاظ

اقطاع

تاریخ

چھاؤنی، قلع بندی

منگول

صنف/جنس

خراج